اوج عمارت پر پہونچکر شہر کی محافظت مین قیام کرتا تھا اُسے شہر مین لاکر اطاعت کی اور ملک حسن نے آدمی بہیجے
فرزند ملک احمد اور لشکر کی طلب مین خبر بہیجا اور سر گنج سلاطین بہمنیہ کھول کر دلپسند خان دکنی کے باتفاق خیل و حشم
کے لینے مین مشغول ہوا اور یکبارگی طبل مخالفت پر چوب ماری سلطان محمود شاہ نے یہ خبر سنکر قطب الملک دکنی
کو تلنگ کا طرفدار کیا اور امراے اُس حدود کے ہمراہ بسبیل تعجیل احمد آباد بیدر کی طرف متوجہ ہوا اور ملک
حسن قوت مقاومت اپنے سے مفقود دیکھکر چاہا کہ خزانہ بادشاہی کو اٹھاکر اپنے فرزند سے ملحق ہو دلپسند خان
تابع آنکر شاہ کو پوشیدہ پیغام دیا کہ بندہ مطیع اور فرمانبردار ہوا در از روے دولتخواہی ملک حسن کو آج تک
نگاہ رکھکر انتظار وصول موکب ہمایون کھینچا ہو سلطان محمود شاہ نے جواب دیا کہ جو تو اُس بات مین صادق اور راستگو
ہے تو اُسکا سر کاٹکر ہماری درگاہ مین بہیج کہ دولتخواہی اور یکرنگی تیری ظاہر ہووے دلپسند خان نے
ملک حسن کے حقوق نمک کو طاق نسیان پر رکھکر پانسو جوان مردانہ لیکر اُسکے پاس کہ قلعہ ارک مین تھا گیا اور یہ پیغام
دیا کہ مین تجھسے ایک مشورہ کیا چاہتا ہون اور کچھ باتین ضروری تخلیہ مین کہونگا ملک حسن اُسی وقت اُسکا ہاتھ پکڑکر
حجرہ مین آیا اور دلپسند خان جو قوی دست تھا ہاتھ ملک حسن کے گلے پر کہ پیر ضعیف تھا رکھکر ایسا گھونٹا کہ مرغ روح
اُسکا قفس تن سے پھڑک کر نکل گیا اسکے بعد سر اُسکا جدا کرکے اور ہاتھ مین لیکر حجرہ سے برآمد ہوا اور حضار مجلس
سے کہا کہ جو شخص اپنے ولی نعمت سے نمک حرامی کرے اُسکی سزا یہ ہے پھر وہ سر ایک جماعت کو دے کر بتعجیل تمام
اردوے شاہ مین بھیجا اور بادشاہ نے شہر مین داخل ہوکر دلپسند خان دکنی اور مغلون اور ترکون کو اپنا انیس اور جلیس کیا
اور اُسے مہمات شاہی کا مدار الیہ کیا لیکن بمقتضاے جوانی شرب و شراب اور استماع نغمہ چنگ و رباب اور پریرویان
و مسانہ کے اختلاط مین مشغول ہوا اور یہ علت اپنی طبیعت پر چھوڑ کر سوء مزاج ملک کے معالجہ مین نہ مصروف ہوا اور
اپنے حظ نفس کیواسطے بہت جواہر تخت فیروزہ سے برآوردہ کرکے کئی صراحی اور پیالہ مرصع تیار کرائے اور بساط
شراب اور تنبور خاص کو بھی تخت فیروزہ کے جواہر سے مرصع کیا اور ۸۹۱ھ آٹھ سو اکانوے ہجری مین آگ رشک و حسد
مغلون اور ترکون اور حبشیون اور دکنیون کے دلون مین مشتعل ہوئی ہرچند سعی اور تدبیر کی کہ سلطان انکی نظر عنایت
سے گر جاوے مفید نہ آئی اس سبب سے دلپسند خان اور تمام دکنیون اور حبشیون نے اتفاق کیا کہ سلطان
محمد شاہ کو قتل کرکے دوسرے شخص کو اولاد خاندان بہمنیہ سے تخت دکن پر بٹھاوین اسواسطے تمام اہل قلعہ ارک
یعنی فیلبان اور چوبدار اور دربان اور کوتوال اور پردہ داران وغیرہم کو ساتھ اپنے متفق کیا جسوقت کہ لشکر
ہندو روم پر تاخت لایا یعنے دن گذرا رات ہوئی اور نیر اعظم یعنے آفتاب جہانتاب نے جو فلک چہارم پر ساکن ہے اپنی
غیبت سے جہان کو تیرہ و تار کیا اُن کافر نعمتون محسن کُش نے ہزار سوار اور پیادہ سے مسلح اور مکمل ہوکر اُس رات
کو کہ اکیسوین شہر ذیقعدہ ۸۹۲ھ آٹھ سو بانوے ہجری تھی دفعۃً آپ کو قلعہ ارک مین جو سلطان محمود شاہ کا نشیمن تھا
پہونچایا اور قلعہ کے اندر جاکر اس خوف سے کہ مبادا مغل اور ترک اُسکی مدد کو آوین دروازون کو اندر سے بند
کرکے محکم کیا اور عمارت شاہی کی طرف متوجہ ہوے سلطان محمود شاہ کہ اسوقت بساط نشاط بچھائے ہوے تھا
بخوغاے عظیم سے ایستادہ ہوا اتنے مین ایک جماعت دکنیان اور حبشیان غدار پردہ دارون کی ہدایت سے اُن
تک پہونچی عزیز خان ترک اور بھی چار غلامان ترک اور حسن علیخان سبزواری اور میرزا علی مشہدی الملقب بلوخان

چنگ و رباب

کمردی اور شجاعت مین موصوف تھے اور باوصف اسکے کہ خالی ہاتھ تھے اسلحہ کی قسم سے کچھ پاس نہ رکھتے تھے سلطان
اور غدارون کے درمیان مین آنکر اپنی جان عزیز اپنے ولی نعمت پر نثار کی اور سلطان نے فرصت پاکر اپنے تئین بام
قصر پر پہونچایا اور حرم سرا اور شاہ برج کے سوا تمام قلعہ مفسدون کے قبضہ اختیار مین تھا جنگ مین مصروف ہوے
اور سلطان نے دروازے چار دیواری قصر کے بند کرکے باتفاق چند نفر مغلون اور ترکون کے جو ہمیشہ ہم کاسہ و ہم
صحبت رہتے تھے انکے مدافعہ مین مشغول ہوا چنانچہ بعضے تیر و کمان اور بعضے پتھر اور ڈھیلون سے ان ظالمین سیاہ
کو رجم کرتے تھے اس درمیان مین سلطان محمد شاہ نے جس حیلہ سے کہ ممکن تھا ایک شخص کو باہر بھیجکر مغلون اور ترکون
کو اس واقعہ سے خبردار کیا اس صورت مین فرہاد خان شیرین مقال اور غضنفر خان اردستانی اور محمود خان گیلانی اور
کشور خان غلام خواجہ شہید تین سو یا چار سو ترک او مغل ترکش بند لیکر قلعہ کیطرف متوجہ ہوے اور جب دروازہ
مسدود پایا شاہ برج کے کنگرون پر کمندین ڈالکر لاکھ محنت و مشقت سے آٹھ آدمی چڑھے اور دار وگیر کی فریاد بلند کی
الغرض بعضے مردم دکنی اور حبشی بخیال اسکے کہ لشکر مغل اور ترک کا تمام قلعہ مین داخل ہوا بزدلی کرکے بھاگے اور
حالت اضطراب اور اضطرار مین دروازہ کھولکر چاہتے تھے کہ باہر نکل جاوین اس درمیان مین جو مرضی الٰہی کہ شاہ کی فتح
سے متعلق تھی پچیس جوان سبزواری جو سلک سپاہ ایران سلطانی مین انتظام رکھتے تھے اور ہر معرکہ مین انسے دلاوری کی
وقوع مین آئی تھی دروازہ کے قریب پہونچکر بعضون نے تیر اور بعضون نے شمشیر لیکر اس جماعت پر حملہ کیا اور پلٹ کے
پھر قلعہ مین داخل ہوے اور ارادہ کیا کہ دروازہ بند کرین جوانان سبزواری نے فرصت نہ دی خود بھی انکے پیچھے
در آئے اور مخالف اور موافق کے درمیان جنگ عظیم واقع ہوئی ایک دوسرے کو کبھی اسطرف اور گاہے اسطرف
دوڑاتے تھے کہ ناگاہ خیر اندیشہ یعنی کشور خان شاہ برج کے نیچے یہ خبر سنکر سو جوان مسلح سے آپہونچا اور مخالفون کو زیر
کرکے اس عمارت کیطرف کہ جسکو نگینہ محل کہتے تھے بھگا کے مفرور کیا اور اس رات کو شہر مین غوغاے عظیم ہوا
چونکہ کوئی شخص حقیقت حال سے مطلع نہ تھا اجلاف دکن ہجوم کرکے بست مردم مغل اور ترک کے مکانون کو تاراج کرلیے
اور جب آدھی رات گذر گئی ماہ عالم آرا نے زمانہ کی سیاہ روئی کو صیقل عکس سے صاف کیا اور حارب و دار
اور فراش اور جھی نشاگرد پیشہ نے جو ابتدا مین مخالفون سے ایک ہوکر انھین دونون کے اندر لائے تھے اسوقت ظاہرداری
اور اخلاص کر کے اشیاے علفی کو آگ دی کہ خانہاے تاریک کو کہ جنمین مخالف پوشیدہ ہوے تھے روز سے
روشن تر کرکے انکو باہر لاتے تھے اور انکی حیات کا بیڑا تیغ کے گھاٹ سے پار اتارتے تھے اس عرصہ مین دریافت
ہوا کہ روساے دکن مع تین سو سوار بعضے محال قلعہ مین مسلح اور کمین استادہ ہوکر انتظار کرتے ہین کہ جب روز
روشن ہووے بہیئت مجموعی دروازہ پر حملہ کرکے اور اسے کھولکر باہر نکلجاوین سلطان نے جہانگیر خان ترک کو کہ
سانحہ ملک الموت کے ملقب تھا قلعہ کے دروازہ کی محافظت کو مقرر کیا اور خان جہان ترک کو مع اپنے آدمیون کے
شہر اور بازار کی محافظت کو بھیجا اور بچہاے تازی نژاد جو اصطبل مین پرورش پاتے تھے لوگون کو تقسیم کیے تو سوار
ہوکر بلاکی روزگار تیرہ بختان قلعہ سے برامد ہوئین اور جب شاہ خاور نے تیغ زر اندود نیام سیہ فام سے کھینچی جنود
نامسعود شب کو متفرق اور پریشان کیا سلطان محمود شاہ نے تخت پر اجلاس کرکے جمیع مغل اور ترکون کو حکم کیا
کہ حرامزادان دکنی اور حبشی کے مکانون پر جاکر جسے پاؤ قتل کرو اور مال و اسباب انکا غارت اور تاراج کرو

مشغول ہو کر تین روز تک اُس شہر مین قتل و غارت کی آگ روشن اور افروختہ رہی اور کوئی شخص شاہ سے التماس
عفو کر سکتا تھا آخر کو ایک شاہ محب اللہ کے فرزند نے شاہ سے اُنکی سفارش کی تو آتش غضب اُسکی فی الجملہ
ساکن ہوئی اور قتل و غارت اور تاراج نے تخفیف پائی اور بعد اس واقعہ کے سلطان محمود شاہ شہر و قلعہ کو آئینہ بندی
کرکے چار دن عیش و عشرت مین مشغول رہا اور محفل نشاط اسطرح آراستہ کی کہ خورشید عالم افروز ہزار دن آنکھ
فلک سے قرض لیکر اُسکے تماشہ کو دوڑا اور بادشاہ نے شاہ بُرج کے قریب کہ اپنے اوپر مبارک اور سعید جانتا تھا ایک
قصر رفیع اور وسیع کی بنیاد ڈالی اور ہمت شاہانہ اُس قصر رفیع کی تعمیر مین مصروف فرماکر چند عرصہ مین سقف بلند اُسکی
ایوان کیوان سے گذرانی اور زمانہ اُسکی صفت مین یہ اشعار پڑھکر مترنم ہوا نظم این گلستان ست یا صحن ارم یا بوستان
این شبستان ست یا بیت الحرم یا آسمان ✤ آسمانست این ولیکن آسمان برقرار ✤ بوستانست این ولیکن بوستان بیخزان ✤
چون سموات البروج و چون ارم ذات العماد ✤ چون جنان ذات السرور و چون حرم دار الامان ✤ اور بعد اتمام
اُس قصر مشتری مقام کے خسرو سپہر احتشام بام سے شام تک شرب مدام مین دوستکام اور عیش و عشرت مین
بر دوام قیام اور اقدام کرتا تھا اور عراق اور خراسان اور ماوراء النہر اور لاہور اور دہلی بلکہ ہر مقام سے ارباب
نشاط اور سازندہ یہ خبر سنکر دکن کیطرف متوجہ ہوے اور اسی طرح سے قصہ خوان اور شاعران اور ندیم اطراف
جہان اُسکی درگاہ مین جمع ہوے احمد آباد بیدر رشک ایران و توران ہوا اور دار الخلافت کی خلقت خُرد و بزرگ
بمقتضاے الناس علی دین ملوکہم اسی کام مین مشغول ہوئی پیران خانقاہ جُبہ اور خرقہ رہن کرلیتے تھے اور تسبیح
پڑھنے والے سجادہ نشین معتکف خرابات ہوکر زیر خم خانہ بیٹھے اور حکام اطراف صورت حال حسب دلخواہ دیکھکر
اپنے استحکام کی کوشش مین پڑے جو امراے شاہی یا شخص با وصف سرداری سلطنت طرفدارون کا شریک اور موافق
ہوا معزول ہوا اور جسنے خلاف کیا رقم عزل اپنے چہرۂ حال پر کشیدہ دیکھی اور تھوڑے سے عرصہ مین بادشاہ کے تصرف مین
مملکت تلنگ اور حوالی اور حواشی احمد آباد بیدر کے سوا کوئی مملکت نہ رہی لیکن تمام طرفدار ملک احمد بحری کے سوا مدت
دراز تک بحسب ظاہر اطاعت کرتے تھے اور اطاعت اُنکی منحصر اسپر تھی کہ اگر سلطان قاسم برید ترک کی تکلیف
کے سبب لشکر کسی طرف کھینچتا تھا اور یہ صرفہ ہمراہی مین دیکھتے تھے مع افواج اپنے کمال عظمت اور شوکت مین
کر شاہ کا تجمل اُنکے مقابل کچھ دکھائی ندیتا تھا رفاقت کرتے تھے اور جب بادشاہ عازم مراجعت ہوتا تھا اُنکا
شاہ سے جدا ہوکر ہر ایک اپنی ولایت کیطرف رجوع ہوتا تھا اس خوف سے کہ بادشاہ کے دربار مین ہونا یا پرورش
سابق سلام کرنیکا اتفاق ہوگا سفر مین سلطان کے دربار مین حاضر ہوتے تھے اور ملک احمد بحری کہ لشکر شاہ کو متواتر
شکست دینے سے تمام جہان مین بدنام تھا کسی سفر مین ہمراہی نکرتا تھا شہر احمد نگر مین بنیاد استقامت کی
ڈالکر طریق شاہانہ اور روش خسروانہ اختیار کی تھی اور ایلچی یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک کے پاس بھیجکر
خطبہ اور لوازم بادشاہی مین مبالغہ کرکے ایسا مقرر کیا کہ تینون شخص بالاتفاق اظہار شعار بادشاہی مین مشغول
ہووین اور پردۂ حجاب سے برآمد ہوکر علانیہ پنج وقت نوبت بادشاہی بجوب باریں اسواسطے حضرات
مذکورہ نے سنہ ۸۹۵ آٹھ سو پچانوے ہجری مین نام سلطان محمود شاہ کا خطبہ موقوف کرکے اپنے نام کیا اور سنہ ۸۹۵
آٹھ سو ستانوے ہجری مین قاسم برید ترک سرنوبت نے خواہی نخواہی منصب وکالت اور طرفداری اطراف ۸۹۷

اور اکناف تختگاہ کے دستیاب کرکے قصبہ قندھار اور اوڈیسہ اور اودگیر اور کلیان اپنی جاگیر مقرر کی اور چاہتا تھا کہ جو قلعے ان پرگنوں میں واقع ہیں انھیں بھی قبضہ میں در لاؤں لیکن محافظان قلعہ نے انکار کرکے نہ دیا اور قاسم برید نے یہ امر شاہ کی تحریک سے تصور کرکے سر حلقۂ اطاعت ظاہری سے باہر کھینچا اور ایکبارگی پردۂ حجاب منھ سے اٹھایا اور اعوان و انصار اپنے ہمراہ لیکر قلعوں کی تسخیر میں متوجہ ہوا اور دو تین مرتبہ لشکر سلطان محمود شاہ کو شکست دیکر اسکے دفع میں آمادہ ہوا تھا اور قریب تھا کہ شاہ کو شہر بیدر سے باہر کرے ناگاہ دلاور خان حبشی جو ملک حسن نظام الملک بحری کے خوف سے برہانپور کیطرف روانہ ہوا تھا مع لشکر مستعد دار الخلافت میں آیا اور حکم کے موافق قاسم برید کی دفع اور تنبیہ میں روانہ ہوا اور جنگ عظیم دونوں سرداروں کے درمیان واقع ہوئی اور قاسم برید شکست پاکر گلکنڈہ کیطرف راہی ہوا اور دلاور خان حبشی نے طالع کی نحوست سے اسکا تعاقب کرکے چاہا کہ ایکبارگی اسکی سلک جمعیت کو درہم و برہم کرے کہ ناگاہ شطرنجیان کارخانہ تقدیر نے ایک منصوبہ تازہ ظاہر کیا ایک فیل کنارہ سے عرصۂ شطرنج پر دوڑا کر حریف کو مغلوب کیا بیان اس اجمال کا یہ ہے کہ حوالی کولاس میں طے مسافت کے درمیان ایک فیل مست دلاور خان حبشی کے لشکر سے سر فیلبان کی کیک سے کھینچکر اپنی فوج پر دوڑا اور بہت سپاہیوں کو ہلاک کرکے اصلاح پر نہ آتا تھا اسواسطے دلاور خان نیزہ ہاتھ میں لیکر مع جماعت جوانان سے فیل کیطرف متوجہ ہوا و فیل اسپر حملہ آور ہوا اور سپاہی بھاگ گئے اور دلاور خان اسکے خرطوم اژدہا مثال میں گرفتار ہوکر ہلاک ہوا اور قاسم برید اس مہربانی غیبی سے اطلاع پاکر اپنے بخت بلندی کا آثار سمجھا اور اسی وقت معاودت کرکے تمام ساز و یراق اور اثاثہ شوکت پر اسکے متصرف ہوا اور اسی طرح عصابۂ عصیان ناصیۂ طغیان پر باندھکر حد سے زیادہ نشان غرور کا بلند کیا اور سلطان محمود شاہ نے اقتضائے وقت کے موافق صلاح ملائمت میں دیکھکر قولنامہ کہ رسم دکن ہے مشعر عفو گناہ اور تفویض منصب وکالت اسکے پاس بھیجا اور قاسم برید مع جماعت خوب دار الخلافت کیطرف متوجہ ہوا اور مسند ایالت پر جلوہ گر ہوکر ایسا مستقل ہوا کہ سلطان نام کو بادشاہ رہا اور مورخین سلطنت بریدیہ کو اسی سال سے حساب کرتے ہیں اور جب روز بروز اسکا استقلال زیادہ تر ہوا بطریق سائر امرا آپ کو عمدہ مردم دکن سے جانتا تھا او نامہ رائے بیجانگر کو لکھا کہ یوسف عادل خان نے بادشاہ سے مخالفت کی اور خطبہ اور سکہ پر اپنا نام جاری کیا ہے اگر آپ مدد و معاون ہوکر لشکر اس مملکت پر بھیجیں اور رخنہ اسکا دور کریں مدکل اور رائچور آپ کے تعلق رہیگا رائے بیجانگر کہ طفل خردسال تھا اپنے وکیل تمراج کو مع لشکر کثیر یوسف عادل خان کی ولایت پر بھیجکر انواع خرابی ظہور میں پہنچائیں اور قلعہ رائچور اور مدکل پر متصرف ہوا اور یوسف عادل خان طاقت مقابلہ لشکر بیجانگر سے نہ رکھتا تھا اسنے صلح کرکے بقصد تادیب قاسم برید روانہ ہوا اور اسنے ناچار ہوکر ملک احمد نظام الملک بحری کو پیغام دیا کہ یوسف عادل خان میری اخراج کیواسطے متوجہ ہوا ہے اگر وہ خداوند نعمت کمک کریں یہ سہل تر ہے وجہ اسکے درمیان دفع کریں قلعہ کووہ اور کوکن اور پناڑ اور کلھر جو بہادر گیلانی کے تصرف میں ہے آپ سے رجوع کرونگا ملک احمد نظام الملک بحری اسکی مدد پر مستعد ہوا اور باتفاق فخر الملک دکنی الملقب بخواجہ جہان اور اسکے بھائی زین خان کے باشوکت تمام احمد آباد بیدر کیطرف روانہ ہوا اور اسکے قریب پہونچنے سے قاسم برید قوی پشت ہوا اور شاہ کو کہ کچھ امر میں اختیار نہ رکھتا تھا سوار کراکے صفوف جنگ کی

آراستگی مین مشغول ہوا اور سلطان محمود شاہ کو قلب لشکر مین جگہ دے کر خود ہراول ہوا اور میمنہ پر ملک احمد کو اور
میسرہ پر فخرالملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان اور اُسکے بھائی کو مقرر رکھا اور اپنے فرزند کو ایک ہزار سوار سے ترتیب
کیا اور یوسف عادل خان بھی ساتھ اُس ترتیب کے کہ مذکور ہوگا افواج آراستہ کر کے سیف وسنان کے استعمال
مین مصروف ہوا اور بعد کوشش اور کشش فراوان سلطان اور قاسم برید اور فخرالملک دکنی منہزم ہو کر احمد آباد
بیدر کیطرف مفرور ہوے اور یوسف عادل خان اور ملک احمد نظام الملک بحری معرکہ مین مقیم ہو کر مساعدت
بخت بلند کے سبب کوئی کسی پر حملہ آور نہوا اور اُسی طرح آپس مین ایلچی بھیجکر موافقت اور اتحاد کے بارہ مین گفتگو کر کے
ہر ایک نے جنگ گاہ سے اپنے مکان کی مراجعت کی اور ۸۹۹ھ آٹھ سو ننانوے ہجری مین سلطان محمود شاہ گجراتی نے ہاشم
تبریزی کو جو اُسکے متعلقین سے تھا بسم رسالت سلطان محمد شاہ کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ بہادر گیلانی جو تمہارے
امرا کی سلک مین منتظم ہے اور ساحل دریا تصرف مین رکھتا ہے جو بیس جہاز بنادر گجرات کے جو مال تجارت سے مملو
تھے غارت کیے ہین اور اُسپر بھی اکتفا نکر کے یاقوت حبشی کو مع دو سو جہاز مشحون مردان کاری سے مہایم مین بھیجکر بیت مصاحف
اور مساجد مین آگ لگا کر خاک سیاہ کی اور قتل و غارت مین بدرجہ نہایت کوشش کر کے مصدر اعمال شنیعہ ہوا اور اُسکے بعد داعیہ رکھتا ہے
کہ دریا کے راستہ سے بندر سورت پر لشکر بھیجکر اُسکی خرابی مین کوشش کرے اور لشکر گجرات کا خشکی کے راستہ سے جاکر
جبتک بارہ ولایت دکن سے خراب اور پامال نکرے بہادر کے مسکن تک نہین پہونچ سکتا اور لشکر عظیم دریا کے
راستہ سے بھیجنا بھی متعذر اب مناسب یہ ہے کہ آپ اُسکے دفع اور منع مین کوشش فرماوین اور جو عاجز ہووین اعلام
بخشین تو دوستان قدیمی جس طور سے کہ ممکن ہو اُسکا علاج ظہور مین لاوین سلطان محمد شاہ اس پیغام سے نہایت
آزردہ ہوا اور ہمراہ قاسم برید کے بہادر گیلانی کے دفع کیواسطے لشکر روانہ کیا اور جب حکام دکن سے امداد طلب
کی یوسف عادلخان نے اپنے سرنوبت کمال خان دکنی کو پانچ ہزار سوار ہمراہ کر کے اُسکی خدمت مین بھیجا اور ملک احمد
نظام الملک بحری نے مبارز خان ولد خواجہ جہان ترک کو جسنے اُسکی ملازمت اختیار کی تھی اور احمد نگر مین رہتا تھا اسی
قدر سپاہ سے اردوے شاہ مین روانہ کیا اور اسیطرح سے فتح اللہ عماد الملک نے بھی اپنے ایک معتمد درگاہ کو مع
لشکر قلیل شاہ کی خدمت مین ارسال رکھا اور بہادر گیلانی جیسا کہ مذکور ہوا مخدوم خواجہ شہید کی سلک ملازمون مین
سرفراز تھا اور اُسکے بعد شہادت کی نجم الدین گیلانی کا نوکر ہوا اور اُسوقت نجم الدین گیلانی بندر گوہ مین کشور خان غلام
خواجہ شہید کیطرف سے بندر گوہ کے انتظام مین قیام کرتا تھا وہ اُس شہر کی کوتوالی کے سبب شجاعت اور مردانگی
مین مشہور ہوا اتفاقاً نجم الدین گیلانی بندر گوہ مین فوت ہوا اور بہادر کے دل مین مخالفت کی ہوس جاگزین ہوئی
اور ۸۹۸ھ آٹھ سو اٹھانوے ہجری مین بندر گوہ کے بندوبست مین مشغول ہو کر کشور خان سے تمام علاقہ پر متصرف
ہوا اور چند روز مین وائل اور چیول اور کلہر اور پنالہ اور کولا پور اور سیروالہ اور ملگوان اور پیج کو اپنے قبضہ مین لایا
اور بارہ ہزار سوار اور پیادہ بیشمار بہم پہونچائے اور جزیرہ مہایم کو جو شاہان گجرات سے تعلق رکھتا تھا لیا اور
کمال خان اور صفدر خان جو شاہ گجرات کیطرف سے مع لشکر جرار دریا کے راستہ سے آئے تھے اُنسے لڑا اور اُنھین
گرفتار کر کے مقید کیا اور اُنکا اثاثہ شاہی غارت کر کے اپنے اسباب شوکت مین شامل کیا اور ملک احمد
نظام الملک بحری اور یوسف عادل خان سوائی کی حرب و ضرب سے سر نہ جھکاتا تھا بلکہ قلعہ جام کھنڈ سے

جو یوسف عادل خان کے مابین ولایت تھا حسن تدبیر سے اُسے بھی اُسکے آدمیون کے قبضہ سے برآمدہ کرکے اس
فکر مین ہوا کہ اسے بھی بیجاپور سے بیجاکرے اور اس سبب جو دفع اسکا باآسانی میسر نہ تھا دونون بزرگوار اس سے طریق
مدارا اور مواسا مسلوک رکھتے تھے یہان تک کہ سلطان خود بنفس نفیس اُنکے دفع کیواسطے متوجہ ہوا اور یوسف
عادل خان اور ملک احمد نظام الملک بحری دونون نے اس امر کو اپنے اقبال سے تصور کیا اور جیسا گذرا
سلطان کی مدد کیواسطے روانہ ہوے سلطان محمد شاہ نے اول بہادر گیلانی کو فرمان بھیجکر سلطان گجرات کے
نوشتہ سے اعلام کیا اور لکھا کہ کمال خان اور صفدر خان کو مع اُس اشیا کے جو جہازون مین تھی شاہ گجرات
کی درگاہ مین بھیج بہادر گیلانی نے جب سنا کہ خدمتگار سلطان کا فرمان لاتا ہے اپنے راہدارون اور محافظون کو
لکھا کہ اسے قصبہ مرج سے آگے نہ بڑھنے دینا اور زبان جرأت کے لاف وگذاف مین کھولی اور جب یہ خبر
سلطان کے سمع مبارک مین پہونچی اور افواج ملکی بھی سب جمع ہوئی بطرح متواتر اُسکی دفع مین متوجہ ہوا اور
بعد قطع مراحل وطے منازل جب قلعہ بام کھنڈے مین پہونچا قطب الملک دکنی جو طرفدار تلنگ تھا اُسکی فتح
کیواسطے مامور کیا اور جماعت گیلانی جو بہادر گیلانی کیطرف سے اس قلعہ مین تھی بالاے برج آن کر جنگ مین
مشغول ہوئی ناگاہ ایک تیر قطب الملک دکنی کے سینہ پر لگا اور آن واحد مین اُسی ہیجان کرکے مقابل سے
نکل گیا سلطان نے اسکا جنازہ دارالسلطنت کیطرف روانہ فرمایا اور سلطان قلی خواص ہمدانی کو قطب الملک
خطاب دیکر قصبہ کوتکرا اور دری اور بعضے اور ممالک تلنگ سے اُسے جاگیر عنایت فرمائی اور چند روز مین اس قلعہ کو
امان دیکر مفتوح کیا اور یوسف عادل خان کے متعلقون کو سپرد کرکے منگلبیر کیطرف کہ بہادر یوسف عادلخان
کے خوف سے وہان مقیم ہوکر مانع اور مزاحم ہوتا تھا متوجہ ہوا لیکن ابھی فوج سلطانی قلعہ مین نہ پہونچی تھی کہ بہادر نے
وہانسے راہ فرار پائی اور سلطان نے اُس قلعہ کو کہ بہادر گیلانی اُسکا بانی تھا اور اُسی عرصہ مین اُسکی عمارت اتمام
کو پہونچائی تھی تین روز مین فتح کیا اور قاسم بریدکی صلاح سے مرج کیطرف روانہ ہوا اور بعضے سردار بہادر گیلانی
کے کہ اُس تین روز مین قلعہ مین آن کر متحصن ہوسکے تھے پھر قاسم برید کے مدافعہ مین مشغول ہوئے اور وہان کے حاکم
نے میدان مین آنکر آتش جنگ کو مشتعل کیا اور ان مین کے اکثر مقتول ہوے اور بقیۃ السیف سانپ کے مانند سوراخ
قلعہ مین داخل ہوے اس صورت مین قاسم برید اور تمام امرا نے یہ صلاح کی کہ مورچے قسمت کرکے اطراف سے چند
سرنگ قلعہ کے اندر لیجاوین تو قلعہ کا پانی خندق مین در آوے اور بے آبی سے حصاری ہلاک ہوویں اور ہر برج کے
مقابل ایک برج باہر تیار کرین تو راہ فرار مسدود ہو آخر قلعہ دار نے حیران ہوکر امان طلب کی اور سلطان نے قاسم برید کی
استرضا سے امان دی اور دو سو گھوڑے عراقی اور عربی بہادر گیلانی کے نائب کے مع اسلحہ فراوان دستیاب ہوے اور
بہادر کے سپاہیون کو آگاہ کیا کہ جو نوکر ہووے اُسے اہلکار وظیفہ اور جاگیر دیوین اور جو کہ بہادر گیلانی کے پاس
جاوے ہمارا اُسکے گھوڑے اور اسباب سے متعرض نہووین مظلومون نے عرض کی کہ ہم کیونکر بہادر گیلانی کے
روبرو جاوین گھوڑے اور ہتھیار ہمارے ضائع ہوے اور قلعہ ہمارے قبضہ سے نکل گیا اس زیست سے
مرنا بہتر ہو اگر سلطان ہمارے قتل کا حکم کرے بہترین عنایت ہوگی سلطان کو اُس جماعت کا اخلاص پسند
آیا اور محظوظ ہوکر فرمایا کہ تمام گھوڑے اور ہتھیار اُنکے سپرد کرکے بہادر گیلانی کے پاس بھیجین

اور اسی عرصہ مین مرج سے کوچ کرکے بیادہ کیطرف سوار ہوا اسوقت بہادر گیلانی نے ایک آشناؤن جن جو اردوے سلطانی مین تھا اُسے یہ پیغام دیا کہ سلطان تیرے اوپر نظر عنایت مبذول رکھتا ہو اگر پیشکش بھیجکر اپنی معذرت مفتوح کرے یقین ہو کہ یہ ممالک پھر تجھے ارزانی کرکے مراجعت فرماوے بہادر گیلانی نے اول نصیحت دوستانہ عمل کیا خواجہ نعمت اللہ تبریزی کو جو مرد مشارالیہ تھا اظہار بندگی اور اخلاص کیواسطے اردوے سلطانی مین روانہ کیا اتفاقاً جبکہ خواجہ نعمت اللہ آستان بوسی سے شرفیاب ہوکر حق رسالت بجالایا خجستہ مدے منت نے اُسی دن کہ ستائیسوین ماہ رجب سنہ مذکورہ کی تھی شاہ کو فرزند موسوم با احمد کرامت فرمایا اور اس خسرو با اقتدار نے تاج اپنے نور بصر کے زیب فرق کرکے جشن کی بزم آراستہ کی اور قاسم برید کی صوابدید سے خواجہ نعمت اللہ کی ہنیت قدوم کا بہانہ کرکے بہادر گیلانی کی تقصیرات معاف کین اور یہ ارشاد کیا کہ وہ اگر ہماری ملازمت کو حاضر ہووے اور زنجیر فیل اور مال مقرری ہماری کچہری مین پہونچا وے قلعہ اور بلاد جو اُسکے تصرف سے برآوردہ ہوے ہین پھیر ساتھ اُسکے مقرر اور مفوض رکھون خواجہ نعمت اللہ نے یہ مژدہ سنکر بہادر کو خط لکھا کہ تو خط ہذا پڑھتے ہی آپ کو جلد شاہ کی خدمت مین پہونچا تو تیرے ملتمسات درجہ قبولیت کو پہونچین جب مکتوب خواجہ کا اُسے پہونچا پھر زاغ غرور نے بیضہ عجب و پندار کا اسکے کاخ دماغ مین رکھا اور اس معنی کو شاہ اور قاسم برید کے تجویز یونہی بگمان کرکے پیغام دیا کہ مین چاہتا ہون امسال خطبہ اپنا شہر احمد آباد بیدر مین پڑھون اور سال آئندہ احمد آباد گجرات مین اور حالانکہ قاسم برید وہ تھا کہ اگر بہادر کو مستاصل کرنا یوسف عادل خان بعد رجعت شاہ اس ولایت پر بزور خود متصرف ہوتا الغرض شاہ یہ خبر سنکر بیادہ سے کلہر کیطرف آیا اور قلعہ کلہر کہ وہ بھی بہادر گیلانی کے آثار سے تھا مفتوح کیا اور قصبہ کو غارت کرکے اسکے اخراج مین راسخ اور جازم ہوا اور بہادر گیلانی قلعہ مرچ اور کلہر کی فتح سے متحیر ہوا اور سمجھا کہ قلت تدبیر سے امر خطیر کا ارتکاب کیا ہو اور اس درمیان مین ملک شمس الدین طارمی جو بہادر گیلانی کیطرف سے حاکم دابل کا تھا قصبہ کلہر کی غارت کا سنکر باتفاق زمینداران اس حدود کے سلطان کی ملازمت مین حاضر ہوا اور بہادر گیلانی زیادہ تر دریاے اضطراب مین پڑکر قلعہ پنالہ مین کہ اس حدود مین اس قلعہ سے محکم تر نہین ہو دریا یا جو آسانی سے مفتوح کر سکتا تھا اسواسطے سلطان کولاپور کیطرف متوجہ ہوا کہ وہانسے دریاے بندر دابل کے تماشا کو روانہ ہووے بہادر گیلانی نے بتصور باطل قلعہ پنالہ سے برآمد ہوکر بسبیل استعجال اپنے تئین کولاپور مین پہنچایا کہ سلطان کا سد راہ ہوکر تنور حرب گرم کرون اور آخر کو صولت شاہی سے ہراسان ہوکر بھاگا اور بہت آدمی اسکے کشتہ ہوے اور کچھ اُسمین سے شاہ کی ملازمت مین حاضر ہوے اور بعضے یوسف عادلخان کے پاس گئے اور شاہ نے قاسم برید کی صلاح سے فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان حاکم زبدہ کو کہ اس سفر مین ہمراہ رکاب تھا مع عین الملک و منیہ خان سرلشکر احمد نظام الملک بحری کو قلعہ پنالہ کے اور اس نواح کے ضبط اور سرانجام کیواسطے بھیجا کہ بہادر گیلانی قلعہ پنالہ مین آپ نہ پہونچا سکے تو اسمین داخل ہو اور سلطان خود کولاپور مین پہونچا جو موسم برسات تھا وہان مقام فرمایا اور بہادر گیلانی نے جب اس ارادہ سے اطلاع پائی اوج استکبار سے افتقار کی نشیب مین گرا پھر خواجہ نعمت اللہ تبریزی اور خواجہ مجدالدین کے بذریعہ عرضیہ بھیجکر پیغام دیا کہ اگر سلطان قولنامہ اپنی مہر اقدس اور ملک قاسم برید اور درگاہ کے دستخط اور گواہی سے صادر فرما دے باطمینان تمام

حاضر حضور ہوکر باقی عمر جادۂ اخلاص سے تجاوز نکریگا شاہ نے نائرۂ فساد کے تسکین کے واسطے اس مرتبہ
بھی اُسکی استدعا قبول کی اور موافق مدعا قولنامہ بھیجکر حسب الالتماس خواجہ نعمت اللہ تبریزی کو فائز المرام کرکے بہادر
گیلانی کے زیادتی اطمینان کیواسطے مشرف الملک صدر جہان اور زین الدین حسن قاضی کو بھی ہمراہ کیا اور یہ جماعت ساحل آب تک
کہ حائل تھا پہونچی خواجہ نعمت اللہ پیشتر پانی سے عبور کرکے بہادر گیلانی کے پاس گیا اور شاہ کے الطاف اور آنے
شرفا اور اعیان سے اطلاع بخشی پھر اُس تیرہ بخت کی رائے برگشتہ ہوئی اور نچاہا کہ قدم صواب کا بادیہ توفیق مین رکھے
پھر خواجہ کے ہمراہیون نے آنکر کیفیت راست براست بیان کی اس عرصہ مین قدم خان اور قطب الملک نے بھی آب سے
عبور کرکے آپ کو بہادر کے پاس پہونچایا اور بہادر گیلانی اُنکے آنے سے خوش ہوا اور تعظیم و تکریم سے پیش آیا لیکن دل زنگ خوردہ
اُسکا صیقل پند و نصیحت سے پاک نہوا اور کسی کا ارشاد کام نہ آیا جب یہ بھی پلٹ آئے مشرف الملک صدر جہان اور
قاضی زین الدین نے بھی جاکر دقیقۂ نصائح اس سے دریغ نرکھے اور بہت فہمائش کی لیکن جو وہ راہ حق سے بہت دور تھا
اور اُسکا اقبال نے مساعدت نکی دفع الوقتی مین مشغول ہوکر بولا کہ اگر بادشاہ قلعہ برج کیطرف معاودت فرماوے اور خواجہ بھی قلعہ
پنالہ سے برخاستہ کرے بندہ وہان آنکر ملازمت کریگا سلطان محمود شاہ نے ناچار بعد مراجعت مخادیم فخر الملک دکنی الخاطب
بخواجہ جہان کو قلعہ پنالہ سے طلب کیا اور بہ خلعت خاص و دہنکۂ مرصع اختصاص دیکر بہادر گیلانی کیواسطے مامور
فرمایا اور خواجہ قطب الملک اُن امرا کے باتفاق جو ہمیں قلعہ پنالہ مین اُسکے ہمراہ تھے روانہ ہوا اور شاہ اس اندیشہ سے کہ
مبادا بہادر آپ کو پنالہ مین پہونچادے اور محنت درازی کھینچے قطب الملک کو قلعہ پنالہ کے محاصرہ کیواسطے روانہ کیا لیکن
جب خواجہ بہادر گیلانی کے قریب پہونچا دوسرے دن فوج آراستہ کرکے اُسکی جنگ مین مشغول ہوا اور بہادر بھی نہایت غرور
اور استکبار سے دو ہزار سوار کہ اُنمین اکثر گیلانی اور مازندرانی اور عراقی اور خراسانی تھے اور پندرہ ہزار پیادہ اور توپ
اور تفنگ بسیار سے مقابل ہوکر نہایت شدت سے جنگ مین مصروف ہوا ناگاہ اک تیر شست قضا سے چھوٹ کر اُسکے
پہلو پر پہونچا دم مین مرغ نیم بسمل کیطرح پھڑک کر سرد ہوا اس درمیان مین نجان خواجہ کا بھائی اور بقولے بیٹا خان
سپہ سالار ملک احمد نظام الملک بحری نے بضرب نیزہ اُسکو خانۂ زین سے جدا کرکے خاک ذلت پر ڈالا اور خواجہ نے سر
پُر غرور اُسکا کاٹ کر مظفر و منصور ہوکر علم مراجعت بلند کیا اور شاہ نے اُسے دوبار خلعت خاص اور کمر بند
مرصع اور اسپ تازی اور ایک زنجیر فیل عنایت فرمایا اور لفظ مخدوم اُسکے خطاب مین زیادہ کی اور بعد دو تین
دن کے قلعہ پنالہ مین گیا اور تماشا کرکے عین الملک کنعانی کو بندر گوہ کیطرف بھیجا تو اُسکے بھائی ملک سعید
کو دلاسا کرکے مع مال اور جہات حضور مین لاوے اور قاسم برید ترک کی صلاح سے جاگیر بہادر گیلانی کی
ملک عین الملک کنعانی کے تفویض کرکے ایک جماعت مخصوصون سے کہ قاسم برید بھی ازانجملہ تھا بندر دابل کی
طرف سوار ہوا اور سواحل دریا کا تماشا کرکے عازم مراجعت ہوا اثنائے راہ مین جب اطراف بیجاپور مین پہونچا
یوسف عادلخان نے ایلچی بھیجکر قدوم میمنت لزوم کی التماس کی اور سلطان نے اردو کو دار الملک کیطرف
روانہ کیا اور خود مع قاسم برید اور ایک جماعت مخصوصون سے بیجاپور مین آیا اور کالا باغ مین جو ساختہ
ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان تھا نزول کیا اور عیش و عشرت مین مشغول ہوا اور خان معزی
الیہ نے پیشکش گزرانے اور لوازم ضیافت مین نہایت کوشش کی اور سلطان بعد دو ہفتہ کے

احمدآباد بیدر کیطرف روانہ ہوا اور قاسم برید کی صلاح سے سلطان محمود شاہ گجراتی کو گھوڑے تازی اور نقد یعنی
زر سرخ اور سفید مرحمت فرمایا اور مورخین کا اتفاق ہو کہ پانچ من مروارید بوزن دہلی اور پانچ زنجیر فیل اور ایک
خنجر مرصع برسم سوغات سلطان محمود شاہ گجراتی کے واسطے گجرات بھیجا اور کمال خان اور صفدر خان اور تمام مردم
گجراتی کو جو بہادر گیلانی کے محبس مین تھے مع مبیس جہاز کہ بہادر مذکور نے غارت کیئے تھے شاہ گجرات کے متعلقون کے
سپرد کیے اور سنہ ۹۰۱ نوسو ایک ہجری مین ملک قطب الملک ہمدانی کو جو سلاطین قطب شاہیہ کا جد ہی تمام ممالک ۹۰۱
تلنگ کا طرفدار کر کے گلکنڈہ اور ورنگل کو اُسکے جاگیر قدیم پر افزون کیا اور دستور دینار حبشی جو قطب الملک
دکنی کے مقتول ہونے کے بعد ورنگل کا طرفدار ہوا تھا معزول ہوا اور سلطان محمد شاہ بہمنی کے عہد کے موافق حسن آباد
گلبرگہ اور ساغر مع مضافات اُسکے جاگیر پائی اور جو یہ مقدمہ شاہ کے سمع مبارک مین پہونچایا تھا کہ منصب داران امرا
کبار کی تقویت کے سبب باغیگری کے باعث ہوتے ہین قاسم برید کی تحریک سے امرا کے سوا تمام منصب دارون
کو جو دستور دینار حبشی کی جماعت مین داخل ہوے تھے اُس سے جدا کر کے خاصہ خیل مین جمع کیا اور نسبت
سے ابتک منصب داران دکن داخل امرا نہوے مثل سلحدارون کے سلک لشکر خاصہ شاہی مین رہتے ہین اور
انھین سرگروہ اور حوالہ دار کہتے ہین اور سید شرف دکنی سے کہ جسنے سلطان محمود شاہ کی خدمت کی تھی مین نے
سنا ہو کہ بیستی سے پانصدی تک کو منصب دار کہتے تھے اور پانصدی سے جو بالاتر ہوتا تھا اُسے امرا کے زمرہ مین شمار
کرتے تھے القصہ دستور دینار حبشی منصب دارون کے جدا کرنے سے دلگیر و ناراض ہوا اور باتفاق عزیز الملک دکنی
کے علم مخالفت کا بلند کیا اور ساتھ آٹھ ہزار حبشی اور دکنی فراہم لا کر بہت ممالکت تلنگ پر کہ ولایت گلبرگہ کے نزدیک
تھی شاہ کے بلا حکم متصرف ہوا اور شاہ نے قاسم برید کی صلاح اور ہدایت سے یوسف عادل خان سے کمک
طلب کی اور یوسف عادل خان نے اسطرف لشکر بھیجا اور شاہ اور قاسم برید بھی اُس سے ملحق ہوے اور دستور
دینار حبشی اور عزیز الملک باتفاق جمیع امراے دکنی اور حبشی قصبہ مہندری کے قریب صفوف حرب آراستہ کر کے
شاہ کے مقابل آئے بیت دو لشکر بہم برکشیدند کوس ٭ چو شطرنج از عاج و زآبنوس ٭ اسکے بعد طرفین حرب
و ضرب مین مشغول ہوے لیکن سیہزم الجمع ویولون الدبر کا پرتو مضمون حبشیون کے چہرہ احوال پر چمکا یوسف عادلخان کے
تردداے مردانہ کی برکت سے کہ سردار میمنہ تھا باغیون پر شکست پڑی اور دستور دینار حبشی زندہ اسیر ہوا اور شاہ نے
اُسکے قتل کا حکم صادر فرمایا اور آخر کو یوسف عادلخان کی سفارش سے اُسکی جان بخشی ہوئی اور پھر اقطاع حسن آباد گلبرگہ
اور ساغر و الندو غیرہ پر نوازش فرمائی اور اموال اُسکے سے جو کچھ سرکار مین لائے تھے واپس دے کر قلعہ ساغر کیطرف
روانہ کیا اسواسطے کہ بعض سرداران معرکہ نے بھاگ کر اُس قلعہ مین پناہ لیکر متحصن ہوے تھے انھین محاصرہ کیا چنانچہ جوانان
پیکار طلب نے حملہ اول مین حصار اولین کو فتح کیا پھر متحصنون نے آپکو حصار بالا مین کھینچا لیکن تاب مقاومت
اپنی سے مفقود دیکھکر بعد چند روز کے امان طلب کی اور قلعہ کو سپرد کیا اور شاہ اُسے یوسف عادل خان کے
تفویض کر کے دارالملک کیطرف متوجہ ہوا اور سنہ ۹۰۲ نوسو دو ہجری مین یوسف غلام دکنی اور میرزا شمس الدین
اور نعمت الہی اور ایک جماعت اور سلطان کی ملازمت مین قرب اور منزلت رکھتے تھے درمیان مین ایک
دوسرے کے اور از اثر اُس دوستانہ کی سعیت کی اور قاسم برید اور دوسرے ترک نے اُنکی کیفیت اتفاق پر اطلاع

حاصل کی اور علاج واقعہ کے وقوع سے پیشتر کرکے میرزا شمس الدین اور تغرشخان دکنی اور یوسف غلام دکنی
کو مع تمامی معاند مقتول کیا اور پھر دوسرے ترکون اور دکینون کے قتل مین جو اس معاملہ مین شریک تھے مشغول ہوے
اور شاہ نے خود سوار ہو کر آتش نہیب وغارت اور قتل عام کو ساکن فرمایا اور اس مبحث کے باعث اتراک سے
رنجیدہ ہو کر ایک مہینے کامل اُنکا سلام نہ لیا اور آخر شاہ محب اللہ کے وسیلہ سے پابوسی کو حاضر ہوے اور معذرت
کی اور شاہ نے جبرًا اور کرہًا انکا جرم معاف کیا اور لوازم غفلت اور بیخبری مین کہ مراد شرب اور استماع نغمات
اور معاشرت پریویان سرو قد سے ہے مشغول ہوا ایکبارگی اُسکا رعب اور دبدبہ تمام ادنی اور اعلی کے دلون سے
دور ہوا اور سنہ نوسو تین ہجری مین سلطان محمود شاہ نے ارادہ کیا کہ بی بی ستی دختر نکیسالہ یوسف عادل خان کو
شاہزادہ احمد کیواسطے جو چار برس کا تھا خواستگاری کرے اور بعد کہنے سننے اور آمد و شد مردمان جانبین کے یہ مقرر ہوا
کہ حسن آباد گلبرگہ مین جشن شادی طوی مرتب کرکے قواعد عقد وقوع مین آوین اسواسطے شاہ جمجاہ آوردہ خان والا
شان گلبرگہ مین آن کر اسباب مہمانی کے تہیہ مین مشغول ہوے اور اثنائے جشن دسرور مین قاسم برید اور دلیسہ اور او دگیر
سے اور فخر الملک دکنی الخاطب بخواجہ جہان قلعہ پرندہ سے شاہ کی بساط بوسی سے فائز ہوے اور انکے روبرو قاضی
عبدالسمیع عسکر نے عقد مناکحت باندھی اور یون معین ہوا کہ جب عروس سن تک ہو شاہزادہ کے سپرد کرین
اور ابھی لوازم جشن طوی درمیان مین ہی تھا من بعد دستور دینار اور یوسف عادل خان نے اقطاع گلبرگہ پر نزاع
کی کسواسطے کہ مقصود یوسف عادلخان کا یہ تھا کہ حسن آباد گلبرگہ کہ والند اور گنجوتی اور کلیان اُسکے قبضہ مین
رہے اُسکی ولایت اور سلطان سے فاصلہ اجنبی اور دستور دینار کا ارادہ یہ تھا کہ بیجاپور سے آب بہورہ کے کنارے
تک یوسف عادلخان کے تصرف مین رہے اور حسن آباد گلبرگہ اور انتکیر تلنگ کی سرحد تک میرے قبضہ مین رہتے
اور جو شاہ کو اس قسم کے امور مین دخل مطلق نہ تھا اسواسطے دستور دینار قاسم برید کے پاس پناہ لیگیا اور صحبت
طولانی ہوئی اور قاسم برید اور یوسف عادلخان کے درمیان خشونت اور نزاع واقع ہوئی ملک قطب الملک
ہمدانی نے اتحاد مذہبی کے سبب یوسف عادل خان کیطرف میل کیا اور قاسم برید متوہم ہو کر اپنے بڑے بیٹے
جہانگیر خان اور دستور دینار اور خواجہ جہان کے ہمراہ بالند کی طرف روانہ ہوا اور یوسف عادل خان اور ملک
قطب الملک ہمدانی اور ملک الیاس اور عین الملک بساط جشن وطوی تہ کرکے شاہ کی ملازمت مین حاضر ہو کر
اُس جماعت کی تادیب اور گوشمال مین متوجہ ہوے اور گنجوتی کے اطراف مین فریقین کے درمیان جنگ واقع ہوئی
اگرچہ ملک الیاس اور عین الملک نے درجہ شہادت پایا لیکن قاسم برید اور فخر الملک دکنی الخاطب بخواجہ جہان منکسر
و منہزم ہو کر اودگیر اور پرندہ کیطرف راہی ہوے اور یوسف عادل خان کا تسلط اور استقلال افزون
ہوا اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ شاہ اُسکے روبرو تخت پر اجلاس نفرماتا تھا اور میان محمد بڑا بیٹا عین الملک
مقتول یوسف عادل خان کے التماس کے موافق جاگیر پدر پر سرفراز ہوا ہر ایک بے سلطان اور خان سے رخصت
لیکر اپنے مستقر آسایش کیطرف معاودت کی اور قاسم برید پھر فرصت پاکر شاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور رام
وکالت مین بدستور قدیم مشغول ہوا اس مرتبہ ایسا کیا کہ شاہ کو تشنگی وقت پانی بغیر اذن اُسکے میسر نہوتا تھا اور سنہ ۹
نوسو چار ہجری مین عادل خان لشکر دستور دینار کے سر پر لیگیا اور وہ حسن آباد گلبرگہ سے بھاگا اور قاسم برید کے

بتجویز سے آپکو ملک احمد نظام الملک کے پاس پہونچایا اور جو ملک احمد نے اُسکی امداد اور اعانت کی یوسف عادل خان تاب مقاومت نہ لایا دار السلطنت بہمنیہ کیطرف روانہ ہوا اور شاہ نے آدمی ملک احمد نظام الملک بحری کے پاس بھیجکر اعانت سے منع فرمایا اور اُسنے رعایت ادب شاہ کرکے دست تعرض ولایت یوسف عادل خان سے کوتاہ کیا اور ایک عرضداشت بپایہ سریر خلافت مین اس مضمون سے مرسول رکھی کہ دستور دینار از مقطع حسن آباد اور غلام قدیم اُس آستان سے ہے اور یوسف عادلخان اُس سے ہمیشہ مقام منازعت اور مخاصمت مین رہتا ہے اگر امر عالی نفاذ پاوی کہ من بعد غبار فساد کا برپا نکرے عواطف شاہنشاہی اور ذرہ پروری سے بعید نہوگا اور یوسف عادلخان نے سلطان کے اشارہ کے بموجب اُس سال دستور دینار کو جان کی امان دی اور سنہ ۹۱۰ نوسودس ہجری مین قاسم برید فوت ہوا اُسکا بیٹا امیر برید اسکا قائم مقام ہوا اور باپ سے سو درجہ زیادہ سلطان کی مہمات مین مشغول ہوا اور سلطان کو بیدخل مطلق کیا اور اس سال یوسف عادلخان فرصت پاکر میان محمد خلف الصدق عین الملک کے ہمراہ گلبرگہ مین گیا اور دستور دینار نے جنگ کرکے اُسے قتل کیا اور اُسکی جاگیر پر متصرف ہوکر بیجاپور مین خطبہ مذہب امامیہ کا پڑھا اور وہ امر کہ ابتداے ظہور اسلام سے اُس روز تک ہندوستان مین واقع نہوا تھا سرزد کیا اسواسطے اہالی دکن اُس سے متنفر ہوے اور سلطان محمود شاہ نے امیر برید کی تکلیف سے ملک قطب الملک ہمدانی اور فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان حبشی کو لکھا کہ اسوقت یوسف عادل خان کسی وجہ سے جادۂ اطاعت مین قدم نہین رکھتا اور نشان خصومت کے بلند کیے ہین اور رسمین بلفظ مبتدعہ کو بلاد اسلام مین ظاہر مین لایا ہے چاہیے برفور ورود فرمان سعادت نشان درگاہ کیطرف متوجہ ہو وین اور ہر ایک فرمان کے حاشیہ پر بخط نستعلیق بقلم جلی یہ بیت مرقوم فرمائی بیت باسباب شوکت جہان غرہ شد ✤ کہ خورشید در چشم او ذرہ شد ✤ اور ملک قطب الملک ہمدانی مع جمیع امراے تلنگ درگاہ کیطرف متوجہ ہوا اور فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان حبشی تساہل اور توقف کرکے عذرخواہ ہوے سلطان اور امیر برید مضطرب ہوے اور ایلچی ملک احمد نظام الملک بحری کے پاس بھیجکر مدد کے طالب ہوے اور ملک احمد نظام الملک اور فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان مع جمعیت عظیم بسرعت تمام احمدآباد بیدر کی طرف متوجہ ہوے اور سلطان سے جا ملے اور یوسف عادلخان نے صلاح اُنکی جنگ مین نہ دیکھی ساغر اور حسن آباد والندکو دریا خان اور فخر الملک ترک کے سپرد کرکے اپنے فرزند اسمعیل کو جو طفل شیرخوارہ تھا ہمراہ کمال خان سرنوبت اور امراے معتمد کے مع فیل و خزانہ بیجاپور کیطرف بھیجا تو قلعہ مین داخل ہوکر ضبط ممالک مین کوشش کرین اور خود پانچ ہزار سوار جریدہ اور کارآمد ہمراہ لیکر برار کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان محمود شاہ اور امیر برید اور ملک احمد نظام الملک اور فخر الملک دکنی اور قطب الملک ہمدانی اُسکے تعاقب مین مصروف ہوے جس مقام سے کہ یوسف عادلخان کوچ کرتا تھا یہ اُس مقام مین قیام کرتے تھے یہانتک کہ کاویل مین مضرب خیام فتح اللہ عماد الملک تھا پہونچے اور فتح اللہ عماد الملک نے اُسوقت صلاح یوسف عادلخان کی حمایت مین نہ دیکھی بولا جو سلطان ہمراہ ہے اسکی جنگ مین اقدام کرنا حسن ادب سے بعید معلوم ہوتا ہے بہتر یہ ہے کہ تم چندروز برہانپور مین اقامت کرو تو ہم اس مبحث کی ایک صورت نکالین یوسف عادلخان یہ امر قبول کرکے برہانپور گیا اور فتح اللہ عماد الملک نے آدمی احمد نظام الملک بحری اور قطب الملک ہمدانی وغیرہ کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ امیر برید

که عارف اسکو دبادہ دکن جانتے ہین چاہتا ہے کہ یوسف عادلخان کو درمیان سے دفع کرکے اقطاع بیجاپور پر خود
متصرف ہوا ور وہ جسوقت قوی ہووے اور شاہ اسکے قبضہ اختیار مین ہو نتیجہ خوب نہ دیگا اور عنقریب اوسکا ضرر
دوسرونکو بہونچیگا صلاح یہہ ہے کہ تم سب اپنی اپنی مملکت کیطرف بازگشت کرو تو مین شاہ کو مرکز شاہی کیطرف پھیر دلاؤن
ملک احمد نظام الملک بحری اور قطب الملک ہمدانی نے فتح اللہ عماد الملک کے مشورہ پر عمل کرکے کوچ کیا اور شاہ کی
بلا اجازت اپنے ممالک کیطرف راہی ہوے اور علی الصباح فتح اللہ عماد الملک نے عریضہ شاہ کو لکھا کہ صلاح دولت
یہ ہے کہ شاہ مستقر الخلافت کیطرف مراجعت فرما وے اور یوسف عادلخان کے جرائم پر قلم عفو کھینچیے اور شاہ نے امیر
برید کے اغوا سے یہ امر قبول نہ کیا اور چاہا کہ امیر برید کے اتفاق سے بیجاپور پر چڑھائی کرکے یوسف عادلخان کے
تصرف سے برآوردہ کرے یوسف عادل خان نے خبر مراجعت ملک احمد نظام الملک بحری اور قطب الملک ہمدانی وغیرہ
سنکر بسرعت تمام آپکو برہانپور سے فتح اللہ عماد الملک کے پاس پہونچایا اور دونون باتفاق افواج آراستہ کرکے
بقصد جنگ اُردوے شاہ کیطرف متوجہ ہوے اور امیر برید نے طاقت انتقام لینے مین نہ دیکھکر مال و اسباب اُس مقام
مین چھوڑا اور سلامتی کو غنیمت جانکر شاہ کے ہمراہ رکاب احمدآباد بیدر کی طرف روانہ ہوا اور یوسف عادل خان اور
فتح اللہ عماد الملک اور فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان سنہ ۹۱۶ نوسو سولہ ہجری مین قضاے الٰہی سے فوت ہوے
اور اولاد انکی ساتھ اس تفصیل کے کہ مشروحاً گذارش ہوگی مسند کامروائی پر جلوہ گر ہوئی اور امیر برید حکومت
بیجاپور کی اپنی تصور اسکے تسخیر مین زیادہ ساعی ہوا لیکن کچھ اثر اُسپر مترتب نہوا دولت و سلطنت اُس خاندان کی
اسوقت تک کہ تاریخ ہجری ایک ہزار اور تیئیس ہے تائید آسمانی سے صفت دوام اور بقا کی رکھتی ہے اور سنہ ۹۱۸ نوسو اٹھارہ ۹۱۸
ہجری مین قطب الملک ہمدانی بھی سلطنت کی فکر مین پڑا نام بادشاہ کا خطبہ سے گرا کر نوبت شاہی پنج وقتی بجانے لگا
اور شاہ کیواسطے ہر مہینے مین پانچ ہزار ہون مخفی بھیجتا تھا اور سنہ ۹۲۰ نوسو بیس ہجری میں امیر برید فکر محال مین پڑا اور فتح اللہ
عماد الملک اور قطب الملک ہمدانی کو فریب دے کر دروازہ خزانہ بہمنیہ کا کھولا اور جمعیت فراوان بہم پہونچا کر
شاہ کے ہمراہ دار السلطنت سے برآمد ہوا اور منہ تولے بیٹے دستور دینار المسمی جہانگیر خان کو دستور الممالک
خطاب دیکر حسن آباد گلبرگہ کو کہ اسمعیل خان کے تصرف سے برآوردہ کیا تھا اُسے جاگیر دیا اور اُسنے تھوڑے
عرصہ مین دو تین ہزار دکنی اور حبشی فراہم لاکر آب بہتورا کے اُس پار کے قلعون کے سوا ساغر سے ملدکل تک اپنے ضبط
مین لایا اور اسی یورش مین شاہ اور امیر برید نے برہان نظام الملک بحری اور قطب الملک ہمدانی سے مدد طلب کی اور بیس ہزار
آدمی لیکر آب بہتورہ سے عبور کرکے کوچ پر کوچ کرتے ہوے بیجاپور مین آگئے اور اسمعیل عادلخان صحراے قصبہ الندپور
مین کہ شہر بیجا کے کنارے واقع ہے لشکر آراستہ کرکے جنگ مین مصروف ہوا اور امیر برید کو بحال ابتر میدان قتال سے
ہزیمت دی اور سلطان محمود شاہ کہ گھوڑے سے گر کر مجروح ہوا تھا مع شاہزادہ احمد معرکہ مین رہا اور اسمعیل عادلخان نے
وہ تعظیم و تکریم جو بادشاہون کے لائق ہو بجا لایا اور چاہا کہ بادشاہ کو بیجاپور لیجاوے شاہ کمال انفعال سے انکار کرکے
قصبہ الندپور مین فروکش ہوا اور میرزا لطف اللہ ولد شاہ محب اللہ اُسکے زخمون کی اصلاح مین مشغول ہوے اور وفاداری
اور خدمات شائستہ مین کچھ کمی نہ کی اور شاہ بعد چند روز کے اسمعیل عادلخان کے ہمراہ حسن آباد گلبرگہ مین گیا جشن طوی
عظیم فرمایا اور بی بی ستی خواہر اسمعیل عادلخان کو کہ شاہزادہ کے عقد مین بھی اُسکی سپرد کیا اور چار پانچ

ہزار سوار مغل سمعیل عادلخان سے کمک لیکر احمد آباد بیدر کی سمت توجہ فرمائی امیر برید شہر خالی کر کے قلعہ اودیسہ مین گیا اور شاہ نے بخاطر جمع اپنے مرکز کیطرف قرار پکڑا اور امرا سے سمعیل عادل خان نے جب سنا کہ امیر برید برہان نظام الملک بحری سے ملتجی ہو کر مع لشکر عظیم شہر بیدر کیطرف متوجہ ہوا ہے مصلاح توقف مین نہ دیکھی جلد تر مراجعت کی اور امیر برید نے بہ سبیل استعجال احمد آباد بیدر مین آکر بدستور سابق شاہ کو نگاہ رکھا اور سمعیل عادلخان کی خوشی کے سبب اُسکی ہوشیاری اور محافظت اور سخت گیری مین نہایت کوشش کرتا تھا یہان تک کہ شاہ تنگ ہو کر احمد آباد بیدر سے بھاگا اور آپ کو کاویل مین علاء الدین عماد الملک کے پاس پہونچا کر اعانت طلب کی اور علاء الدین عماد الملک نے اعزاز بہت کر کے اُسکے ہمراہ امیر برید کے دفع کرنے کیواسطے روانہ ہوا اور تختگاہ کے حوالی مین پہونچا امیر برید قلعہ بند ہوا کمک کیواسطے آدمی برہان نظام الملک بحری کے پاس بھیجے اور اسنے فخر الملک دکنی الخاطب بخواجہ جہان کو اُسکی مدد کیواسطے روانہ کیا اور امیر برید اُس سے جا ملا اور باتفاق افواج آراستہ کر کے سلطان اور علاء الدین عماد الملک کی جنگ مین متوجہ ہوے اور عماد الملک بھی خیل وحشم کی ترتیب مین مشغول عازم مصاف ہوا لیکن صف آرائی کے وقت سلطان غسل مین مصروف تھا اور عماد الملک نے اپنے ایک معتمد کو شاہ کی طلب مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ آتش جنگ افروختہ ہوا چاہتی ہے آپ بھی تشریف لائیے ایلچی نے جب شاہ کو غسل مین مشغول پایا از روے اعتراض بولا جو بادشاہ کہ بوقت جنگ غسل مین مصروف ہووے یقین کہ امرا کا دست نشان اور کا دست نگر ہوگا بیت ہر کہ با جہل و کاہلی پیوست * پالیش از کار رفت و کار از دست * جب یہ کلام شاہ کے گوش زد ہوا نہایت طیش آیا اور حالت غضب مین فی الفور گھوڑے پر سوار ہوا جب صف کے قریب پہونچا گھوڑے کو تازیانہ مار کر امیر برید کی صف مین ملحق ہوا اور عماد الملک جب اس قضیہ پر مطلع ہوا اپنی ولایت کیطرف بھاگ گیا اور امیر برید فائز المراد ہو کر باطمینان تمام شہر مین داخل ہوا اور بادشاہ کی محافظت اس طور سے کی کہ دوبارہ مجال فرار نہ رہی اور آل حضرت دل اہل و ملک سے اُٹھ کر سلطان سنجر کیطرح کہ اتراک کے ہاتھ مین گرفتار تھا امیر برید کے ہاتھ مین اسیر ہوے نہ مردون کے نہ زنانون کے درمیان مین محسوب تھے کسواسطے کہ تمام کوتوال اور محافظ امیر برید کیطرف سے اُسکی حفاظت کیواسطے مامور تھے قصبہ کمٹانہ کے سوا جو شہر سے دو فرسخ پر واقع ہے باقی امیر برید اپنے تصرف مین لیکر اکثر اوقات قندھار اور اودیسہ کی حکومت پر مشتغل رہتا تھا اور کبھی کبھی تختگاہ مین آن کر شاہ کو دیکھتا تھا اور اگر کبھی شاہ تنگی معاش سے شکایت کرتا تھا تو یہ جواب دیتا تھا کہ وزرا اطراف کے کہ اصلاح دکن مین امرا کہتے ہین چار طرف سے دار السلطنت کے پانچ چھ کوس اُدھر تک متصرف ہین اور قدرے علاقہ جو میرے تصرف مین ہے بدحاصل اسکا خیل وحشم اور فیلان خاصہ کو کفایت نہین کرتا ہے اور اس سبب کہ سلطان محمود شاہ اور اُسکا بیٹا شاہزادہ دونون بے رشد اور پست خطرت اور خفیف العقل اور عیش دوست اور فراغت طلب تھے اور شراب و کباب اور معشوق اور ساقی اور تختگاہ اور قصر مین قناعت کرتے تھے کوئی شخص انکو ایک لحظہ بھی شمار نہ کرتا تھا اور سنہ ۹۲۳ نوسو تئیس ہجری مین فرزند خداوندخان حبشی جو ماہور کا علاقہ رکھتا تھا جب چند مرتبہ قندھار اور اودیسہ کو تاخت و تاراج کیا امیر برید سلطان محمود شاہ کو ہمراہ لیکر ماہور کیطرف گیا اور خداوندخان حبشی کا بڑا بیٹا شرزہ خان جنگ مین مارا گیا امیر برید غالب آیا اور اسکے بعد علاء الدین عماد الملک لشکر فراہم کر کر ولایت

۹۲۳

ماہور کی استخلاص کے لئے امیر برید سے عازم جنگ ہوا شاہ نے ماہور کو غالب خان بن خداوند خان حبشی پر مسلم رکھکر
تو ابع علاء الدین عماد الملک سے کر کے مراجعت کی اور ماہ ذی الحجۃ الحرام کی چوتھی تاریخ ۹۲۴ھ نوسو چوبیس ہجری مین
۹۲۷-۱۲-۴
منشور شاہی سلطان محمود شاہ بہمنی کا منشی تقدیر کے ہاتھ مین پیچیدہ ہوا یعنی جام کامرانی عمر بادۂ بقا سے لبریز ہو کر دست
اجل سے ٹوٹا واللہ الباقی ولیس کمثلہ شی مدت اُسکی بادشاہی کی ساتھ ایسے تزلزل اور انقلاب کے سینتیس ۳۷ برس
اور بیس ۲۰ برس تھی اور یہ بیت اُسکے نتائج طبع سے ہے بیت در بحر غم فتادم و امواج بیعدد ❊ تا چند دست و پا زنم یا علی مدد

ذکر احمد شاہ بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی کی سلطنت کا

امیر برید جو مملکت قلیل تصرف مین رکھتا تھا اور عدد اُسکے نوکرون کے تین چار ہزار سوار سے زیادہ نہ تھے حکام اطراف
کے خوف سے کہ مبادا طمع احمد آباد بیدر کرین ناچار ہوا اور سلطان احمد شاہ ولد سلطان محمود شاہ بہمنی کو تخت احمد آباد بیدر
پر متمکن کر کے خطبہ اُسکے نام پڑھایا اور احمد شاہ نے روش اپنے باپ کی اختیار کی نرگس اور لالہ کیطرح بے قدح
پیالہ بسر نہین لیجاتا تھا اور امیر برید نے تخت سلطنت کا اُسکے نام اطلاق کر کے ایک مکان بعمارات شاہانہ اور آب روان
اور درختان موزون و دلکش سے اُسکے رہنے کے واسطے مقرر کیا اور تاج مرصع بھینہ اور تنبو اور بساط صراحی اور قدح
سلطان محمود شاہ کے کہ تمام مرصع تھے اُسکے پاس رکھکر معین کیا کہ ہر روز اسباب عیش و ابتہاج بقدر احتیاج
اُسکے پاس مہیا کرین اور ایک جماعت کو اُسپر تعینات کر کے حکم کیا کہ اور آدمیون کو اُسکے پاس جانے نہ دینا
اور سلطان سیر و گشت کیواسطے بر آمد ہونے نہ پاوے اور جو وظیفہ کہ امیر برید نے اُسکے واسطے معین کیا تھا کفایت
نکرتا تھا اور قطب الملک ہمدانی نے بھی جو کچھ کہ ہر سال سلطان محمود شاہ کیواسطے بھیجتا تھا ہاتھ اُس سے کھینچا تھا
اسواسطے تاج بھینہ کو کہ چار لاکھ ہون مبصر اُسکی قیمت لگاتے تھے پوشیدہ توڑ کر بتدریج و مرور مروارید
اور یاقوت و الماس وغیرہ کلاونتون کی جماعت کو کہ اُسکے پاس آمد و شد رکھتے تھے دیتا تھا کہ بیچکر عیش و عشرت
کے مصالحہ مین صرف کرین امیر برید نے اس احوال سے مطلع ہو کر بہت کلاونت بچون کو قتل کیا اور ہر چند سعی
کی کہ جواہر دستیاب کرے کچھ اثر اُسپر مرتب نہوا اور سبب اُسکے نہ ملنے کا یہ تھا کہ وہ جواہر جو شخص خریدتا تھا اُس
صحبت کے خوف سے بعجلت تمام بیجانگر کی طرف پہونچاتا تھا اور سلطان احمد شاہ نے مخفی آدمی اسمعیل عادل خان
کے پاس بھیجکر امیر برید کی سخت گیری کی شکایت کی اور اسمعیل عادل خان نے ایلچی مع تحف و ہدایا احمد آباد بیدر کی
طرف روانہ کر کے زبانی چند پیغام دیے لیکن ہنوز ایلچی دار السلطنت مین نہ پہونچا تھا کہ سلطان احمد شاہ بعد دو برس
اور ایک مہینے کے یعنی ۹۲۷ھ نوسو ستائیس مین زہر یا اجل سے فوت ہوا

ذکر سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ بہمنی کے جلوس کا

جب احمد شاہ بہمنی اس تیرہ خاکدان فانی سے وداع ہو کر سرائے جاودانی کیطرف متوجہ ہوا امیر برید نے بحسب
ظاہر لوازم عزا اور ماتم ادا کیے اور پندرہ روز کے قریب مہمات سلطنت کو ملتوی اور معطل رکھا اور بعد تفکر بسیار
اسی ملاحظہ سے کہ مذکور ہوا خود قدم تخت پر نہ رکھا علاء الدین شاہ کو اپنی صلاح دولت کیواسطے نام کو شاہ بنایا
منقول ہے کہ علاء الدین شاہ سلطان عاقل اور خردمند اور شجاع تھا اور آثار رشد اور اطوار ادراک اُسکے
اوضاع سے ظاہر اور باہر ہوتے تھے اور جانتا تھا کہ باپ اور دادا میرے خراب کردۂ شراب اور سلطنت باختہ

عیش و عشرت ہوے شرب شراب اور اکل کباب سے احتراز کرکے امیر برید اور تمام حکام کے دفع پر کہ جنھون نے ملک موروثی اُسکا تغلب سے لیا تھا ہمت مصروف رکھی اور بمقتضاے الاہم فالاہم دشمن خانگی کا دفع واجب جانکر بملایمت اور تملق بہت امیر برید سے یہ فرمایا کہ میرے باپ اور دادا ایک لحظہ کبھی ہوشیار نرہتے تھے اور عالم بیخبری مین سخن چینون کی بات گوش کرکے تیری اور قاسم برید کی قدر نہین جانتے تھے اسواسطے ضرور ہوا کہ تم ایسے دولتخواہ اُنکی حفظ دولت کے واسطے محافظت اور نگہبانی مین کوشش کرین اور مین ہرگز گرد شراب اور مستی کے نہ پھرونگا اور قدر تجھ ایسے نوکر کی پہچانتا ہون موکلون کے سپرد کرنا معنی نہین رکھتا ہے اگر قدم تیرا درمیان نہو تو یقین کہ حکام اطراف ہجوم لاکر تھوڑے عرصہ مین دار الملک پر بھی متصرف ہون اور اسکے قطع نظر اگر خاطر تمھاری میری طرف سے مطمئن نہین ہے مجھے مکہ معظمہ کیطرف روانہ کرکے بفراغ بال زندگانی بسر کرا امیر برید نے باوجود روباہ بازی فریب کھاکر موکلون کو دور کیا اور شاہ نے چند روز نہایت اطاعت اور فروتنی کی روش اختیار کی اور وہ امر عمل مین نہ لایا کہ صاحب داعیگی اُس سے ظاہر ہوے آخر کو حسن تدبیر اور نہایت عقلمندی ایسے جیسا کہ کوئی شخص اُسپر مطلع نہوے امیر برید اور اُسکے فرزندونکے قتل مین ایک جماعت کو متفق کرکے اُنھین چاندرات کو اپنے محل مین درلایا اور امیر برید کہ ہر غرہ کو اُسکے سلام آتا تھا علی الصباح بطریق عادت بغیر سلام و مبارکباد شاہ نو دربار مین آیا اور ایک پیرزال کہ اس معاملہ سے اصلا خبر نہ رکھتی تھی اذن دخول کیواسطے باہر آئی اور امیر برید کو اُس مقام مین کہ نشیمن گاہ سلطان علاء الدین تھا تکلیف دی اور وہ مع تین چار فرزندون اور قرابتیون کے عمارت کے قریب گیا اس درمیان مین چھینک نے ایک مرد مانِ مخفی پر غلبہ کیا ہر چند اُسنے روکا نہ رکی اور اُسنے بزور نکلکر اور آواز اسکی امیر برید کے گوش زد ہوئی سمجھا کہ یہ چھینک مرد اجنبی کی ہے فوراً پلٹ کر اپنے مکان مین آیا اور اُس پیرزال کو طلب کرکے استفسار کیا کہ یہ چھینک بادشاہ کی نہ تھی سچ بتا کون چھینکا تھا اور اندر کون ہے پیرزال نے جواب دیا مجھے اصلا خبر نہین ہے امیر برید نے ایک جماعت خواجہ سراؤن کی محلسرا مین بھیجکر حقیقت حال دریافت کی اور اُس جماعت کو اپنے روبرو پکڑ بلوایا اور ہر ایک کو عذاب غیر مکرر سے ہلاک کیا اور شاہ علاء الدین کو اُسکے بعد کہ دو برس اور تین مہینے شاہی کی تھی معزول اور محبوس کرکے عرصہ قلیل مین ہلاک کیا اور عارفان معاملہ شناس پر روشن اور ہویدا ہے کہ اس بادشاہ سے حسن تدبیر مین کوئی تقصیر واقع نہوئی آخر کو طالع کی زبونی نے کام اس انتہا کو پہونچایا کہ لنگر دولت اُسکی کشتی حیات کا بحر فنا مین غرق ہوا بیت جہان بگشتم و دردا کہ ہیچ شہر و دیارے نیافتم کہ فروشند بخت در بازار ۔ اور امیر برید نے من بعد اسم شاہی ولی اللہ بہمنی بن سلطان محمود شاہ پر اطلاق کرکے خطبہ سلطنت کا اُسکے نام پڑھا

ذکر شاہ ولی اللہ بن سلطان محمود شاہ بہمنی کی سلطنت کا

جب شاہ ولی اللہ بادشاہ ہوا تین برس امیر برید کا دست نگر ہوکر روٹی اور کپڑے پر قناعت کرتا رہا اور آخر کو اُسنے بھی اپنے استخلاص مین کوشش کی امیر برید نے اس حال سے واقف ہوکر اُسے بھی حرم سرا مین قید کیا اور اُسکی منکوحہ سے میل کرکے شاہ کے قالب عنصری کو خنجر ظلم سے شکستہ کیا اور باغ اسکے نہال قامت کو پیشتر اُس سے کہ جوبار اقبال پر سربلند ہو پاؤن سے درلایا اور اسکی منکوحہ پر متصرف ہوا رباعی

گل صبحدمی بخود بر آشفت و بریخت ٭ با باد صبا حکایتے گفت و بریخت ٭ بد عہدی دہر بین کہ گل در دہ روز ٭ سر زد
و غنچہ کرد و بشگفت و بریخت ٭ اور بعد اس واقعہ کے اُسکا چھوٹا بھائی شاہ کلیم اللہ بہمنی جو یوسف عادل خان
کا نواسہ تھا نام کو بادشاہ ہوا

ذکر شاہ کلیم اللہ بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی کے جلوس اور خاتمہ کار بہمنیہ کا

اور جب وہ تخت پر بیٹھا شاہی کے نام ہوا اور کچھ اپنے نصیب مین نہ دیکھکر خانہ نشین ہوا اور محلسرا سے کبھی آمد نہوتا تھا یہان تک کہ سنہ ۹۳۲ نو سو بتیس ہجری مین بابر بادشاہ کابل سے ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا دہلی کو اپنے قبضہ مین در لایا اور دبدبہ اُسکی بادشاہی کا عالمگیر ہوا اسمعیل عادل شاہ اور برہان نظام شاہ بحری اور سلطان قلی قطب شاہ نے عرائض اخلاص آمیز درگاہ مین ارسال کین اور شاہ کلیم اللہ نے بھی یہ اخبار سُنکر ایک اپنے مقرب کو تغیر لباس کرکے مع عریضہ بابر بادشاہ کے پاس بھیجا اور خلاصہ مضمون اُسکا یہ تھا کہ تقدیر کے موافق یا عدم تدبیر سے ملازمان قدیمی دکن کے اطراف و جوانب کو غصباً لیکر کے اس دولتخواہ کو محبوس رکھتے ہین اگر وہ حضرت سمند عزیمت اسطرف معطوف فرماوین اور بندۂ با اخلاص کو اس گرفتاری سے نجات بخشین مملکت برار اور دولت آباد بندگان درگاہ کی تسلیم کرونگا اور بابر بادشاہ نے جو ابھی استقلال تمام بہم نہ پہونچایا تھا اور شاہان مندو اور گجرات بھی فاصلہ پر تھے کچھ اثر اُسپر مترتب نہوا اور یہ خبر فاش ہوئی اور شاہ کلیم اللہ بمحافظت حیات اہم جان کر سنہ ۹۳۴ نو سو چونتیس ہجری مین بیجاپور کی طرف گیا جب اُسکے ماموں اسمعیل عادل شاہ نے قصد اُسکی گرفتاری کا کیا وہ مع اٹھارہ سوار وہان سے بھی احمدنگر کی طرف بھاگا اور برہان نظام شاہ بحری لوازم استقبال بجالا کر باعزاز و اکرام تمام اُسے شہر مین لایا اور بسبب اس تقریب کے کہ اُسکو روکش کرکے احمد آباد بیدر کو مسخر کرے جسوقت شاہ کلیم اللہ اُسکے دربار مین رونق افزا ہوتا تھا ہاتھ باندھکر اُسکے روبرو قیام کرتا تھا جب چند دن اس وتیرہ پر گذرے شاہ طاہر علیہ الرحمہ اُسے مانع ہوے اور سرزنش اور ملامت کی باقتضاے زمان اور مضمون مصرع کے موافق مصرع ہر کسے پنجروزہ نوبت اوست ٭ قبل اسکے اگر کسی نہج کی صاحبی بالفرض درمیان مین تھی اب وہ برطرف ہے بس خطبہ اپنے نام پڑھنا اور بجاے ادب وارث ملک کو ایستادہ کرنا حزم اور ہوشیاری سے بہت بعید ہے احتمال کلی رکھتا ہے کہ اکثر امرا بادشاہ کلیم اللہ کے دولتخانہ سے متفق ہوکر وہ امر کہ تدارک اُسکا محال ہے ظہور مین لاوین برہان الملک یہ سنکر متنبہ ہوا اور دوبارہ شاہ کلیم اللہ کو اپنے دربار مین طلب نہ کیا اور جو وہ اُنہی سنوات مین زہر سے باقتضاے الٰہی سے احمدنگر مین فوت ہوا اُسکا تابوت احمد آباد بیدر کیطرف لیگئے قطعہ ٭ بہست و نیست مرنجان ضمیر دل خوش دار ٭ کہ نیستی ست سرانجام ہر کمال کہ ہست ٭ ازین رباط دو در چون ضرورت ست رحیل ٭ رواق طاق معیشت چہ سربلند چہ پست ٭ اور شاہ کلیم اللہ بہمنی کے بعد کسی شخص کو خاندان بہمنیہ سے اسم شاہی نصیب نہوا اُنکی دولت نے خالق انس و جان کے حکم سے انقراض قبول کیا اور پانچ فرقون کے نشان سلطنت خلائق کی نظر مین جلوہ گر ہوے لقب اُنکے یہ ہین عادل شاہیہ نظام شاہیہ قطب شاہیہ عماد شاہیہ برید شاہیہ انشاء اللہ تعالے اس تاریخ کی جلد ثانی مین احوال اُنکا مفصل ناظرین پر تمکین کو معلوم اور مفہوم ہوگا فقط

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ صحیفۂ یادگار زمانہ و نسخۂ نادر یگانہ یعنی ترجمۂ تاریخ فرشتہ اردو جلد اول جسمین حالات شاہان دکن اور بعض مشائخ ہند کے بڑی شرح و بسط سے مذکور ہین جسکا ترجمہ از جانب کارخانۂ ہذا بصرف زر خطیر بنظر افادۂ عام زبان اردو دعام فہم مین ہوا ہی بار سوم مطبع نامی منشی نول کشور واقع لکھنؤ مین بعلو ہمت جناب منشی پراگ نراین صاحب دام اقبالہ مالک مطبع موصوف بماہ جون سنہ ۱۹۰۵ء مطابق ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۳ ہجری حلیۂ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوا حق سبحانہ تعالیٰ اس کتاب برکت انتساب کو مقبول خاص و عام کرے

اعلان

حق ترجمہ اس نادر الوجود تاریخ کا بحق نول کشور پریس محفوظ و محدود ہے۔

OSMANIA UNIVERSITY
LIBRARY
HYDERABAD-7
۱۵۷۶۰۳